بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسۡمِ اللهِ، وَ اَلۡحَمۡدُ لله، وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلَی رَسُوۡلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيۡهِ وَ عَلَی اٰلِهِ وَ صَحۡبِهِ وَ مَنۡ وَّالَاه،

أَمَّا بَعۡدُ:

29: منہج السلف میں بعض قاعدے—پانچواں قاعدہ

کن سلفیاً علی الجادۃ لفضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالسلام ابن سالم ابن رجاء السحیمی حفظہ اللہ کے اس پیارے اور عظیم رسالے کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے کچھ دروس میں ہم بات کر رہے تھے منہج السلفی میں بعض قواعد کے تعلق سے۔ پانچ قاعدے بیان کرنے تھے اُن میں سے چار ہم بیان کر چکے ہیں اور آج کی نشست میں ہم پانچویں قاعدے کے تعلق سے بات کرتے ہیں شیخ صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"خامساً" (پانچویں نمبر پر) "قاعدة ، أن الأحكام الأصولية و الفروعية لا تتم الاّ بأمرين" (یقیناً اصولی اور فروعی احکام بغیر دو چیزوں کے تمام نہیں ہو سکتے) "هُما" (یہ دو چیزیں یا یہ دو اُمور) "وجود الشروط وانتفاء الموانع" (۱) شرطوں کا ہونا (۲) موانع کا انتفاء اور موانع کا نہ ہونا۔

اور موانع سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے منع کیا گیا ہے جو رکاوٹ پیدا کر دیتی ہے کسی حکم کے صادر ہونے میں یعنی دوسرے لفظوں میں شریعت کے احکام چاہے اصولی ہوں یا فروعی ہوں (سارے کے سارے احکام) جب آپ کوئی حکم کسی چیز کے تعلق سے صادر کرنا چاہتے ہیں تو ان دو چیزوں کا ہونا لازمی ہے حکم صادر کرنے سے پہلے کہ شرط موجود ہو اور جو رکاوٹ ہو وہ دور ہو پھر آپ جا کر کوئی حکم صادر کر سکتے ہیں کسی چیز کے تعلق سے بھی (مثالیں آگے آئیں گی ان شاء اللہ اور مزید وضاحت ابھی کرتے ہیں)۔

شیخ صاحب(حفظہ اللہ)فرماتے ہیں"قلت"(میں نے کہا)"و هذا أصل عظيم"(یہ ایک عظیم اصل ہے)"في جميع أحكام الشرع"(شریعت کے سارے احکام میں)"سواء كانت"(چاہے یہ احکام)"اصولاً أم فروعاً"(اصولی ہوں یا فروعی ہوں)"لابد من وجود شروطها و انتفاء موانعها"(لازمی ہے کہ شرطیں پائی جائیں شرطیں موجود ہوں اور جو موانع رکاوٹیں ہیں وہ غیر موجود ہوں)"فلو وجد الشرط"(اگر شرط موجود ہو جاتی ہے)"لكن كان هناك مانع"(لیکن اس کے ساتھ کوئی رکاوٹ بھی ہے کوئی مانع بھی ہے)"لم يصح الحكم"(حکم صحیح نہیں ثابت ہوگا)"من ذلك مثلاً"(اس میں سے مثال کے طور پر)"آيات الوعيد في حق من ارتكب أموراً محرمة فهو أهل لِمَا جاء في النصوص من الوعيد"(وعید کی آیات اُن لوگوں کے حق میں جو کسی محرم چیز کا ارتکاب کرتے ہیں ایسا شخص یا ایسے لوگ اُن وعید میں داخل ہیں جن کا ذکر ان نصوص میں ہوا ہے(جو وعید مترتب کر دی گئی ہے کسی گناہ پر اگر کوئی شخص اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ وعید کے اس حکم میں داخل ہے))"لكن قد يكون هناك مانع"(لیکن کوئی مانع ہو سکتا ہے)"يمنع من العقاب"(جو اس کو سزا سے منع کر دیتا ہے سزا کو روک دیتا ہے(یعنی اس پر سزا قائم نہیں ہو گی))"كالتوبة"(جیسا کہ توبہ ہے)"أو استغفار المؤمنين"(یا مومنوں کا استغفار ہے)"أو المصائب"(یا دنیا کی مصیبتیں ہیں(یہ سب کفارات ہیں))"أو غير ذلك من مكفرات الذنوب"(یا ان کے علاوہ جو گناہوں کے کفارے ہیں)۔

"ومن ذلك"(اس کی مثال)"الصلاة مثلاً"(نماز)۔نماز کیا ہے؟ایک اعتبار سے اصولی مسئلہ ہے کہ نماز کی فرضیت اصولی مسئلہ ہے اور نماز کے تعلق سے جو دوسرے احکام ہیں وہ فروعی مسائل ہیں۔تو نماز کے تعلق سے"الصلاة مثلاً لابد من وجود شرطها"(تو نماز کی شرطوں کا ہونا لازمی ہے)"وهو الطهارة"(جیسا کہ طہارت کی شرط ہے)"فمن أراد الصلاة بلا طهارة فلا تصح منه لفقد شرطها"(کوئی نماز پڑھنا چاہتا ہے بغیر طہارت کے تو اس کی نماز نہیں کیونکہ اس کی شرط کا فقدان ہے شرط موجود نہیں ہے)۔

یعنی ایک شخص نے نماز پڑھی ہے اب اس پر آپ کیا حکم لگائیں گے اس کی نماز صحیح ہے درست ہے حکم ہے کہ نہیں؟ شرعی حکم ہے۔اس کی نماز ٹھیک ہے صحیح ہے یا غیر صحیح ہے کیسے حکم لگائیں گے آپ جب تک شرطیں دیکھیں گے کہ پوری ہیں؟ پوری ہیں۔موانع کیا ہیں مفطرات الصلاۃ میں سے کوئی کسی چیز کا ارتکاب کیا ہے کہ نہیں کیا؟ نہیں کیا نماز

صحیح ہے۔شرطیں پوری ہیں لیکن نماز کے اندر کسی نواقض الصلاۃ کا کسی ارتکاب کیا جو موانع ہیں اس کا ارتکاب کیا تو پھر تو نماز باطل ہو گئی۔تو اس لیے دونوں کا ہونا لازمی ہے“وجود شروطها وانتفاء موانعها”حکم صادر ہو گیا ہے۔

ایک شخص نے نماز پڑھی ہے کیا اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں آپ کب کہیں گے صحیح ہے اور کب کہیں گے کہ صحیح نہیں ہے؟آپ دیکھیں گے شروط اور موانع آپ یہ سوال کریں گے کہ جس شخص کے بارے میں آپ مجھ سے سوال کر رہے ہیں اس کی نماز صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے کیا اس نے وضو کیا؟کیا۔پوری شروط گنیں گے آپ نو شرطیں ہیں نماز کی۔نماز کے دوران مفطرات الصلاۃ میں سے نواقض الصلاۃ میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا؟نہیں کیا۔یعنی اس کا وضو جو ہے وہ ٹوٹ گیا ہے یا اس نے کلام کیا ہے نماز میں ، وہ نماز میں ہنسا ہے قہقہہ لگایا ہے کوئی بھی مفطرات الصلاۃ میں سے؟ نہیں۔“إذاً”حکم کیا ہو گا؟شرطیں موجود ہیں موانع کا انتفاء ہو چکا ہے حکم کیا ہے؟“صلاته صحيحة”۔

ایک واقعی مثال لیتے ہیں حدیث المسيء صلاته صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کہتا ہے،اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں وعلیکم السلام (سلام کا جواب دیتے ہیں)اور فرماتے ہیں“ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ”(جاؤ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی)۔اب اُس کی نماز کیوں نہیں ہوئی موانع میں سے کیا مانع تھا؟کہ ارکان اس نے پورے نہیں کیے جو حق تھا نماز کا پورا نہیں کیا اس نے۔اور شرطیں جب مطلقاً کہی جائیں تو ہر وہ چیز جو فرض ہے نماز کے لیے چاہے وہ نماز سے پہلے ہو شروط ہوں نماز کے اندر،ارکان ہوں وہ بھی پورے نہیں تھے۔شرطیں پوری نہیں تھیں جلدی میں نماز پڑھی اطمینان سکون نہیں تھا تو نماز نہیں ہے“صلاته غير صحيحة”،نماز دوبارہ سے پڑھی۔

یہ مثال ہے نماز کی اس سے پہلے جو جملہ تھا آیات الوعید کے بارے میں اس سے کیا مراد ہے؟ یعنی ایک شخص نے شراب پی ہے اور شراب اُم الخبائث ہے جیسے آپ جانتے ہیں اور نشے پر شراب پر لعنت بھیج دی گئی ہے ملعون ہے بلکہ دس لوگوں پر لعنت ہے شراب کی وجہ سے،اس کو بنانے والا،اس کو پہنچانے والا (ساقی جو ہے)،پینے والا، پلانے والا، سارے تقریباً دس کے قریب ہیں سارے۔ایک شخص نے شراب پی ہے ہم کہیں گے یہ ملعون ہے؟مطلقاً تو کہتے ہیں شرابی ملعون ہے لیکن“لحوق الوعيد في الشخص بعينه”کہیں گے ملعون ہے یہ؟نہیں کہیں گے،اس کے لیے“وجود

شروطها وانتفاء موانعها" لازمی ہے۔ ثبوت کوئی جانتا ہے دلیل کی بات ہو رہی ہے نا؟ صحیح بخاری میں جس صحابی نے شراب پی۔ صحیح بخاری میں ایک صحابی ہیں شراب پی اور بار بار پی پچاس مرتبہ حد قائم کی گئی ہے شراب پینے کی۔ ایک صحابی نے بُرا بھلا کہا ملعون کہا (کیونکہ شرابی ہے شراب پینے والے پر لعنت کی گئی ہے)۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا مت کہیں یہ (شیطان کی اعانت ہوتی ہے تا کہ اس گناہ پر مزید آمادہ ہو جائے گا)، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے (عجب بات ہے شراب پینے والا شخص ہے!)۔

تو فرق ہے بعینہ کسی شخص پر حکم صادر کرنے کے لیے وجود اور شروط اور موانع کا ہونا لازمی ہے۔ یہاں پر شروط ہیں موجود ہیں، شروط کیا ہوتی ہیں ابھی میں تکفیر پر آنے والا تھا بات کرنے والا تھا اگلے فقرے میں ابھی بتاتا ہوں میں آپ کو۔

شیخ صاحب (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں "ومن هذا الأصل" (اسی اصل میں سے) "التكفير والتبديع والتفسيق" (''تکفیر'' کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا، ''تبدیع'' کسی پر بدعت کا فتویٰ لگانا یعنی فلان کافر ہے فلان بدعتی ہے، ''والتفسیق'' کسی پر فسق کہ فلان فاسق ہے فاجر ہے یہ فتوے لگانا)۔ یہ کس میں سے ہے؟ یہ اسی میں سے ہے یعنی قانون ایک ہے سب کے لیے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں "وهو باب" (اور یہ وہ باب ہے یہ وہ معاملہ ہے) "قد عظمت فيه الفتنة والمحنة" (جس میں فتنہ اور آزمائش بہت ہی زیادہ پائی جاتی ہے) "وطاشت فيه الأحلام" (اور جس میں بہت سارے لوگوں کی سمجھ بھی ناکام ہو گئی ہے) "وكثر فيه الإفتراق" (اور جس میں افتراق کثرت سے پایا گیا ہے امت میں) "وتشتت فيه الأهواء والآراء" (اور جس میں لوگوں کی آراء منتشر ہو گئیں مختلف ہو گئیں اور ان کی چاہتوں میں بھی بہت دوری ہو گئی ہے)۔

التکفیر کے اصول وضوابط ہم پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کر چکے ہیں، تبدیع کے بھی وہی ہیں اور تفسیق کے بھی وہی ہیں۔ تکفیر کی شروط اور موانع ہیں تکفیر کی شروط میں سب سے پہلے ہے العلم "أن يكون عالماً قاصداً ذاكراً" (عالم ہو، علم سب سے پہلی شرط ہے)۔ جس چیز کا اس نے ارتکاب کیا ہے جس مکفر کا ارتکاب کیا ہے اس کو پتہ ہو وہ یہ جانتا ہو کہ یہ معاملہ جو ہے یہ کفریہ عمل ہے یہ کفریہ قول ہے، تو علم کا ہونا لازمی ہے شرط ہے۔ دوسرا ہے "قاصداً" (کہ جان بوجھ کر اس نے کہا ہو)۔ علم تو ہے لیکن پھر بتاؤں گا کہ موانع اس کی ضد ہے بغیر قصد کے منہ سے نکل گیا اور ان سب کے دلائل ہیں بتاتا ہوں میں آپ کو۔ "ذاكراً" (یعنی بھول سے نہیں کہا اس نے)۔

اس کے موانع کیا ہیں؟ پانچ موانع ہیں:

1-"الجهل"(جاہل نہ ہو جہالت نہ ہو)۔

2-"مخطئا"(خطاء نہ ہو)۔

3-"أن لا یکون ناسیًا"(بھول نہ ہو)۔

4-"أن لا یکون مکراها"(مکراہ نہ ہو مجبور نہ ہو)۔ کوئی مجبور کر کے کہتا ہے کہ دین کو گالی دو تو کیا وہ کافر ہو جاتا ہے؟ نہیں۔

5-"عدم التاویل"(تاویل نہ ہو)۔

پہلا پوائنٹ تھا شروط میں سے علم کا، دوسرا ہے قاصداً جان بوجھ کر قصداً اُس کا، تیسرا تھا ذاکراً۔اور جو موانع ہیں سب سے پہلے عدم الجہل (جاہل نہ ہو)، دوسرا ہے عدم العمد (خطاء نہ ہو)، تیسرا عدم النسیان (بھول نہ ہو)، پھر مکراہ نہ ہو اور آخر میں عدم التاویل (متأول نہ ہو)، تو یہ پانچ موانع ہیں۔

ایک شخص نے دین کو گالی دی ہے (نعوذ باللہ) کیا فوراً کہہ دیں کہ تم کافر ہو؟ نہیں۔ کیوں نہیں کہیں گے کہ تم کافر ہو؟ سب سے پہلے جا کر دیکھیں گے شروط پوری ہیں کہ نہیں "عالمًا"۔ علم کی ضد جہالت بھی ہے اور اگر پاگل ہے تو پھر؟ پاگل بھی تو ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ پاگل ہے اس کو پتہ ہی نہیں ہے کہیں گے کافر ہے؟ وہ تو ہے ہی غیر مکلف۔ لیکن ایک شخص پاگل نہیں ہے لیکن جاہل ہے وہ کافر ہے؟ اسے پتہ ہی نہیں ہے کہ یوں گالی دینا کفر ہے کسی جنگل میں رہتا ہے یا کسی ایسی جگہ پر رہتا ہے جہاں پر اس کو خبر ہی نہیں ہے پتہ ہی نہیں ہے یا اس کو یہ نہیں پتہ کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس میں کوئی کفریہ بات ہے سبق لسانی ہوئی خطاء، بھولے سے کہہ دیا پتہ ہی نہیں چلا یا سبق لسانی ہوئی یا بھول کی وجہ سے ہو گیا، یہ سارے کے سارے موانع ہیں۔ تو شرطوں کا ہونا لازمی ہے، موانع کا انتفاء، موانع کا نہ ہونا لازمی ہے پھر جا کر فیصلہ ہوتا ہے تکفیر کا تبدیع کا یا تفسیق کا۔

اوپر ایک بات ہوئی جو رہ گئی ہے مکفرات الذنوب کے تعلق سے کہ توبہ ہے، استغفار المؤمنین ہے، مصائب ہیں یہ آخرت میں اس کے حکم کے بارے میں ہے، اگر اس نے توبہ کر لی ہے تو پھر وہ جانے اس کا ربّ جانے۔ دنیا میں توبہ کر

لی ہے پھر کہیں گے کہ یہ فاسق ہے یہ شرابی ہے؟ نہیں کہیں گے ہم توبہ کر لی ہے خلاص ہے لیکن مکفرات الذنوب کی آخرت کے تعلق سے امام ابن القیم رحمۃاللہ علیہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، ابن القیم رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین دریاہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے رکھے ہیں دنیا میں گناہوں کے کفارے کے لیے۔ دنیا میں جو گناہوں کے کفارات ہیں تین دریاہیں یعنی جن لوگوں کے جن بندوں کے ان تین دریاؤں کے ہوتے ہوئے بھی گناہوں کا کفارہ نہ ہوسکے وہ گناہ نہ دھوسکیں اپنے پھر آپ سوچ سکتے ہیں کہ کتنے بدبخت لوگ ہیں!

۱-سب سے پہلا دریا ہے توبہ کا دریا، غلطی ہوئی ہے نافرمانی ہوئی ہے توبہ کر لو۔ وسیع ہے دریا کی طرح وہ سب کو سمیٹ لیتا ہے کوئی پیاسا واپس نہیں جائے گا توبہ کر کے تو دیکھو۔

۲-دوسرا ہے ''الحسنات الماحية للسيئات'' (وہ نیکیاں جو بدیوں کو مٹا دیتی ہیں)۔ وہ نیکیاں وہ اچھائیاں جو بدیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ بھی ایک دریا ہے۔ نیکیوں کی کوئی لمٹ (limit) ہے؟! (سبحان اللہ)۔ کوئی کبھی غلطی ہو جائے کوئی نافرمانی ہو جائے کوئی مسئلہ ہو جائے، غیر شرعی کوئی اقدام ہو جائے پاؤں پھسل جائے نیکی کر لو ایک صغیرہ گناہوں کے لیے یہ بڑا عظیم دریا ہے عظیم راستہ ہے واللہ! صغیرہ گناہوں سے سب مشکل سے بچتے ہیں ہو جاتے ہیں، ﴿الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ مٹا ڈالتی ہیں صاف کر دیتی ہیں۔ ﴿الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (ھود:114)

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں ختم کر دیتی ہیں)۔

اور حدیث میں کیا پڑھا تھا ہم لوگوں نے؟ ''عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبِ بنِ جُنَادَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ''۔ شاہد کیا ہے؟ ''أَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ''۔ گناہ ہو جاتا ہے جیسے ہی گناہ کیا نافرمانی کی اب فرمانبرداری کر کے اس کو مٹا ڈالو (تو جو نیکیاں ہیں وہ صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتی ہیں)۔

۳-اگر یہ بھی نہ ہوا تیسرا دریا مصیبتوں کا دریا ہے۔ استغفار توبہ کے ساتھ آ گیا نا شروع میں جب توبہ مطلقاً کہا جائے تو توبہ اور استغفار دونوں شامل ہو جاتی ہیں۔ ''المصائب الدنيوية'' جو دنیا میں مصیبتیں ہیں بیماری ہے، تکلیف ہے، درد ہے، کسی پیارے کا بچھڑ جانا ہے جو دنیا کی مصیبتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے (آمین)۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک کانٹا بھی ملتا ہے اس کا بھی اُجر ملتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کیا جائے رونے دھونے سے اُجر بھی گیا اور تکلیف بھی پہنچی بے صبری سے اُجر بھی گیا تکلیف بھی رہی۔تکلیف تو رہے گی نا وہ تو پہنچ چکی مصیبت تو ہے لیکن آزمائش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کیا مصیبتوں میں اس کے گناہ صاف ہوئے۔

پہلے دو تو ہم کر سکتے ہیں تیسرا تو مصیبت آہی جاتی ہے اور جب ہم پہلے دونوں میں کمزور ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے لیے جنت میں ایک خاص جگہ بنادیتا ہے کہ میرا جو یہ بندہ ہے اس خاص مقام کو پہنچ جائے جنت میں۔جب پہلے دو میں ہم کمزور ہوتے ہیں تو پھر تیسرا اللہ تعالیٰ ہماری زندگی میں کچھ مصیبتیں آزمائش کے لیے بھیج دیتا ہے اگر ہم صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے تو پھر بلندی درجات ہو جاتے ہیں جو اپنے اعمال سے نہ ہو سکے وہی مصیبتوں پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف یہ درجات مل جاتے ہیں۔تو یہ تین دریا ہیں ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا میں گناہوں میں گناہوں کے کفارات کے لیے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(قاعدہ سمجھ آگیا کہ نہیں) حکم صادر کرنے سے پہلے شرطوں کو ہونا اور موانع کا انتفاء ہونا۔ایک شخص آکر کہتا ہے فلاں شخص کا نکاح درست نہیں ہے آپ کیا کہیں گے ٹھیک ہے یا اس سے کیا پوچھیں گے؟ مجھے ڈیٹیل تو بتائیں ذرا نکاح جو اس نے کیا ہے کیا اس میں غلطی آپ کو لگی ہے جس کی وجہ سے آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کا نکاح صحیح نہیں ہے؟ آپ شروط دیکھیں گے مکمل ہیں کہ نہیں؟ مکمل ہیں۔نکاح کی کیا شروط ہیں؟(۱) سب سے پہلے ولی کا ہونا۔(۲) شاہد عدل کا ہونا۔(۳) راضی ہونا دونوں کا، رضامندی ہونا۔وہ کہتا ہے کہ انہوں نے نکاح بغیر ولی کے کیا اب نکاح ہے؟ نہیں ہے۔کیوں؟ کیونکہ شرط پوری نہیں ہے۔

تو اس طریقے سے کوئی بھی حکم چاہے اصولی ہو یا فروعی ہو اس پر حکم صادر کرنے سے پہلے ہمیں شروط کا وجود اور انتفاء موانع کا ہونا لازمی ہے۔

آگے شیخ صاحب(حفظہ اللہ) فرماتے ہیں"وموقف أهل السنة والجماعة السائرين على منهج السلف الصالح من تكفير أهل البدع والعقائد الفاسدة هو التفصيل"(اہل سنت والجماعت کا موقف جو سلف صالحین کی نہج پر چلنے والے ہیں اہل بدع اور

فاسد عقائد والوں کی تکفیر کے تعلق سے یہ موقف ہے)۔کیا موقف ہے؟"هو التفصيل"(تفصیل سے کام لیتے ہیں)۔ کیا تفصیل ہے؟"وهو"(تفصیل یہ ہے)"أن أهل البدع ليسوا على درجة واحدة"(سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اہل بدعت برابر نہیں ہیں ایک درجے پر نہیں ہیں)"فمنهم"(اُن میں سے)"من هو مقطوع بتكفيرة"(قطعی طور پر کافر ہیں) "كمن أتى بقول أو فعل مكفر"(جیسا کہ کوئی شخص کفریہ قول یا کفریہ فعل کا ارتکاب کرے)"وتمت في حقه شروط التكفير وانتفت موانعه"(اور اس کے حق میں شروط التکفیر مکمل ہوئیں اور تکفیر کے موانع بھی منتفی ہو گئیں نہ رہیں) "ومنهم"(اور ان میں سے جن کے عقائد فاسدہ ہیں اہل بدعت میں سے)"من لا يحكم بكفره لانتفاء ذلك في حقه"(اور بعض ایسے ہیں جن پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جاتا کہ اُن کے حق میں تکفیر کی نفی ہو جاتی ہے)۔کیوں؟کیونکہ شرطیں پوری نہیں ہیں یا اس کے کوئی موانع ہیں۔

"ثم إنّ القول في تكفير أهل البدع"(پھر اہل بدعت کی تکفیر کے تعلق سے جو قول ہے)"والتكفير عموماً"(اور عمومی طور پر جو تکفیر کا مسئلہ ہے)"مبني على أصلين عظيمين"(دو بڑے اصول پر قائم ہے)"أحدهما"(سب سے پہلا اصول) "دلالة الكتاب والسنة على أن القول أو الفعل الصادر من المحكوم عليه موجب للتكفير"(کتاب اور سنت میں دلیل ہو کہ جس سے یہ کفریہ قول یا فعل صادر ہوا ہے اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا یعنی اس کا یہ قول یا فعل موجب للتکفیر ہے کفریہ قول یا کفریہ فعل ہے)"وثانيهما"(اور دوسرا جو اصول ہے تکفیر کے لیے)"انطباق هذا الحكم على القائل المعيّن"(یہ جو حکم ہے جس کی دلیل ہمیں ملی ہے قرآن اور صحیح حدیث میں،اب فلان شخص پر جس سے یہ قول یا فعل کفریہ صادر ہوا ہے اس پر منطبق ہو معین شخص پر)"أو الفاعل المعيّن"(یا فاعل معین پر)"بحيث تتم شروط التكفير في حقه وتنتفي الموانع"(اور پھر جو شروط ہیں اور موانع ہیں ان کو دیکھا جائے گا)۔

تو چار اسٹیپس(steps)ہیں:ایک شخص کا کفریہ عقیدہ ہے اور اس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ حل ہو چکا ہے(نعوذ باللہ)کفریہ عقیدہ ہے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الحلول تو سب سے پہلے ہم دیکھیں گے یہ جو اس نے کہا ہے یہ کفر ہے کہ نہیں ہے۔یہ عقیدہ جو ہے بد عقیدگی ہے کفر ہے اس کی دلیل کئی دلائل ہیں﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طہ:5)۔علو کے دلائل ہیں،اور پھر خالق اور مخلوق کو ایک ساتھ برابر کرنے کی جو

بدعقیدگی ہے اور پھر جس فاعل معین نے یہ کہا ہے جو حکم تکفیر کا ہے اس کے لیے خاص ہے، ہر اُس شخص کے لیے نہیں جس نے ایسا عمل کیا ہے یا ایسی بدعقیدگی رکھی ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اب جو تیسرا اسٹپ اور چوتھا اسٹپ جو ہے وہ وجود اور شروط انتفاء موانع اب اس ایک شخص کے لیے ہے جس سے یہ کفریہ قول یا کفریہ عمل یا کفریہ عقیدہ جو ہے سامنے آیا ہے۔

اب دیکھیں گے علم ہے اسے کہ نہیں اگر وہ جاہل ہے اسے پتہ ہی نہیں ہے کہیں گے کافر ہے؟ نہیں کہیں گے۔ کس کے حق میں؟ اب بعینہ ایک شخص کے حق میں ہے۔ کسی نے زبردستی کی ہے مکراہ ہے؟ نہیں۔ یعنی جو بھی شروط ہیں اور موانع ہیں شرطیں موجود ہیں موانع نہیں ہیں تو پھر تو ہے لیکن اگر ایک شرط نہیں ہے یا ایک معنی بھی موجود ہے تو پھر کفر کا فتویٰ نہیں لگے گا۔ شیخ صاحب (حفظہ اللہ) یہ فرمارہے ہیں کہ تکفیر کے لیے دو اصولوں کا ہونا لازمی ہے ایک دلیل کا ہونا اور دوسرا جو ہے "انطباق هذا الحكم على القائل المعيّن أو الفاعل المعيّن"۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں "وهذان الأصلان أيضاً" (اور یہ دونوں اصول ہیں) "ينطبقان على الشخص عند الحكم عليه بالابتداع" (اور یہ دونوں اصول جو کسی شخص کی تکفیر کے لیے ہیں یہ دونوں اصول جو ہیں بدعت کے لیے بھی ہیں ("عند الحكم عليه بالابتداع" جب کسی شخص پر بدعت کا فتویٰ لگایا جاتا ہے کہ فلاں بدعتی ہے تو ان اصولوں کو سامنے رکھا جاتا ہے)) "أو الفسق" (یا کسی پر فاسق کا فتویٰ لگانے سے پہلے بھی ان اصولوں کو سامنے رکھا جاتا ہے) "وهو" (یہ دو اصول کیا ہیں) "دلالة الكتاب والسنة على أن القول أو الفعل الصادر من المحكوم عليه بدعة" (کہ کتاب اور سنت میں دلیل ہو (اور دونوں میں سے ایک کافی ہے قرآن مجید میں ہے یا حدیث میں ہے دونوں کا لازمی نہیں ہے کہ جب تک دونوں میں نہیں ہوگی پھر ہم نہیں کہہ سکتے، نہیں! کیونکہ جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ بھی مصدر ہے شریعت کا) جو قول یا فعل اس شخص سے صادر ہوا ہے جس پر حکم لگایا جارہا ہے کہ جو اس نے کہا ہے یا کیا ہے بدعت ہو اس کی دلیل ہو قرآن اور سنت میں سے) "وكون القائل المعيّن أو الفاعل المعيّن تمت في حقه شروط التبديع وانتفت موانعه" (اور یہ شخص بعینہ جس پر ہم بدعت کا فتویٰ لگانا چاہتے ہیں یہ کہیں کہ فلاں بدعتی ہے اس کے حق میں شرطوں کا ہونا لازمی ہے اور جو موانع ہیں ان کا دور ہونا لازمی ہے) "والله أعلم" (اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے)۔

فُٹ ناٹ(Footnote)میں شیخ صاحب فرماتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃاللہ علیہ کے فتاویٰ میں سے ایک اہم بات بتاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ "وهناك قول يرى نفي التكفير نفياً عاماً عن أحد من أهل القبلة فلا يكفر أحد من أهل القبلة"(ایک قول ایسا بھی ہے)۔اب اہل قبلہ کے قول بتائے جارہے ہیں اہل سنت والجماعت کے قول تو ہم سمجھ چکے ہیں"وهو تفصيل "اہل سنت والجماعت تفصیل سے کام کرتی ہے۔اب دیکھیں اہل قبلہ میں سے اور وہ کون سے گروہ ہیں جو اہل سنت والجماعت کے علاوہ مسئلہ تکفیر میں یا ان مسائل تبدیع، تفسیق اور تکفیر میں خاص طور پر اُن کا کیا نظریہ ہے اُن کے بارے میں شیخ صاحب فرماتے ہیں" وهناك قول"(ایک اور قول ہے)" يرى نفي التكفير نفياً عاماً"(جو یہ عقیدہ رکھتا ہے یا یہ نظریہ رکھتا ہے کہ تکفیر ہو ہی نہیں سکتی"نفياً عاماً")"عن أحد من أهل القبلة"(اہل قبلہ میں سے کوئی کافر ہو نہیں سکتا)"فلا يكفر أحد من أهل القبلة"(اہل قبلہ میں سے کوئی بھی کافر ہو نہیں سکتا)"وقول يرى تكفير أهل البدع تكفيراً مطلقاً"(اور اہل البدع میں سے دوسرا گروہ ایسا بھی ہے جو مطلقاً تکفیر کا قائل ہے)"وأنهم كلهم كفار خارجون عن الإسلام"(کہ سارے کے سارے کافر ہیں دین اسلام سے خارج ہیں)"وكلا القولين مجانب للصواب" (دونوں قول غلط ہیں صواب سے دور ہیں حق سے دور ہیں)"مخالف للأدلة الشرعية"(اور اُدلۃ شرعیہ کے مخالف ہیں)"وقد ذكر شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله تعالیٰ خطأ من نسب هذين القولين لأحد من أئمة السلف"(اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃاللہ علیہ نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ یہ بات غلط ہے اور بے بنیاد ہے جس نے یہ دونوں قول سلف میں سے کسی کی طرف منسوب کیے)۔

کون سا قول ہے؟ایک ارجاء کا ایک تکفیر کا ہے۔پہلا قول کون سا ہے کہ کوئی کافر ہو نہیں سکتا کچھ بھی کرو کلمہ گو مشرک ہو نہیں سکتا کافر ہو نہیں سکتا؟یہ ارجاء ہے۔مرجئہ کیا ہیں؟جو کہتے ہیں کہ عمل کا ایمان سے تعلق ہی نہیں ہے کچھ بھی کرو ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔اور اِن کی ضد میں کون ہیں؟خوارج ہیں جو کبیرہ گناہ پر بھی کفر کا فتویٰ لگادیتے ہیں کہ جھوٹ بولا کافر ہے، چوری کی کافر ہے، زنا کیا کافر ہے، سود کھایا کافر ہے۔(سبحان اللہ)اُمت میں بچا کون ہے پھر مسلمان ؟!لیکن بعض لوگوں نے یہ تہمت لگائی ہے بعض سلف پر کہ وہ بھی یا تو تکفیر کرتے نہیں تھے یا بغیر قواعد اور شروط کے کرتے تھے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃاللہ علیہ کیا فرماتے ہیں؟یہ غلط ہے مجانب للصواب ہے اور یہ دونوں قول غلط ہیں

"وأن الصواب هو التفصيل"(اور صحیح بات یہ ہے کہ تفصیل ہے اہل سنت والجماعت سلف صالحین نے اس مسئلے میں تفصیل سے کام لیا ہے)"وهو القول الحق عن أئمة السلف"(اور یہی قول حق ہے جو آئمہ سلف سے ثابت ہے)۔

اس قاعدے سے الحمدللہ جو بعض اہم قواعد تھے منہج السلف کے مکمل ہوئے ہیں اگلے درس میں ایک اہم درس ہے۔ یہ تو ہمیں پتہ چل گیا کہ کسی پر کفر کا فتویٰ یا بدعت کا فتویٰ یا فسق کا فتویٰ نہیں لگا سکتے جب تک کہ اس پر حجت نہ قائم ہو یعنی شرطوں کا ہونا اور موانع کا انتفاء ہونا لازمی ہے اگلے درس میں اسی کی اگلی کڑی ہے قواعد پورے ہو گئے ہیں لیکن ایک نیا موضوع ہے اور ایک نئے باب سے شیخ صاحب نے بات کا آغاز کیا ہے"موقف السلف الصالح من المبتدعة"۔اب بدعتی تو ہو گیا ہے شرطیں پوری ہو گئی ہیں اور جو موانع ہیں وہ بھی دور ہو چکے ہیں اب ایک گروہ ہے بدعتی ایک بدعتی شخص ہے ہمارا اس کے ساتھ کیسا رویہ ہونا چاہیے کیا موقف ہونا چاہیے اور سلف صالحین کا کیا موقف تھا۔

اس اہم موضوع کو ان شاءاللہ اگلے درس سے بیان کریں گے بھائیوں بہنوں سے گزارش ہے کہ آنے والے دروس اگرچہ اس کتاب کے آخر میں ہیں لیکن اس کتاب کی ابتداء سے اہمیت کے اعتبار سے کم نہیں ہیں بہت اہم باتیں ہیں چند باتیں رہ گئی ہیں کتاب کے اختتام میں اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنی کتاب کی ابتداء میں اہم باتیں تھیں اتنی ہی کتاب کے آخر میں بھی اہمیت ہے تو اسی جوش وجذبے کے ساتھ آپ لوگ آئیں اگلے درس میں ان شاءاللہ اسی موضوع کے تعلق سے بات کریں گے تفصیل کے ساتھ (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (29: کن سلفیاً علی الجادۃ) سے لیا گیا ہے۔
سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔